

گھوڑ دوڑ

اسلامی شریعت کی نظر میں

ملک غلام علی صاحب

پاکستان کی قومی اسمبلی نے مئی ۱۹۷۷ء میں قانون انسداد قمار بازی (PREVENTION OF GAMBLING ACT) کے نام سے ایک قانون پاس کیا تھا جس کے تحت گھوڑ دوڑ اور ریس کلبوں پر بھی پابندی عاید کر دی گئی تھی۔ جو لوگ اس کاروبار سے خصوصی شغف و انہماک رکھتے تھے ان میں سے بعض نے اس کے حق میں کتب حدیث و فقہ سے دلائل پیش کرنا شروع کر دیے ہیں جس سے یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ گھوڑے پالنا، انہیں مقابلے میں دوڑانا، ان پر بازی لگانا جائز بلکہ کارِ ثواب ہے۔ جس سیاق و سباق اور پس منظر میں یہ استدلال فراہم ہو رہا ہے اس کا یہ نتیجہ نکل سکتا ہے کہ عوام الناس اور حکام وقت اس غلط فہمی میں مبتلا ہو جائیں کہ گھوڑ دوڑ پر موجودہ قانونی بندش اسلام میں جائز نہیں، اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس سلسلے کے جو دلائل و شواہد ہمارے سامنے آئے ہیں ان پر مختصر بحث کر کے ان کی حقیقت واضح کر دی جائے۔

اس ضمن میں سب سے پہلی بات جو قابل ذکر ہے وہ یہ ہے کہ قرآن و حدیث میں گھوڑے پالنے اور انہیں سداھنے کی جو اہمیت و فضیلت بیان فرمائی گئی ہے اور اس پر جس اجر و ثواب کا وعدہ فرمایا گیا ہے اس کی اولین اور بنیادی وجہ یہ ہے کہ نزول قرآن کے وقت اور عہد نبوی میں گھوڑا ایک اہم ترین آلہ جہاد تھا اور ایک مجاہد فی سبیل اللہ کے لیے گھوڑے کی اہمیت و ضرورت تمیز و سناں اور تیز و تفلک سے کسی طرح کم نہ تھی۔ چنانچہ قرآن مجید میں وارو ہے۔

وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ

عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ وَآخِرِينَ مِنْ دُونِهِمْ (الانفال - ۶۰)

(اور تم جہاں تک تمہارے لیے ممکن ہو، قوت اور محتانوں پر بندھے ہوئے تیار گھوڑے مخالفین کے لیے مہیا رکھو تاکہ ان سے تمہاری دھماکے اٹھ کے دشمنوں اور تمہارے دشمنوں اور ان کے دوسرے سامعینوں پر بیٹھی رہے۔)

پہی ویر متھی کہ جہاد و قتال کے لیے فراہم کردہ گھوڑوں پر زکوٰۃ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عائد نہیں فرمائی۔ حالانکہ دوسرے مواشی پر زکوٰۃ ہے اور جس مجاہد کے پاس گھوڑا ہوتا تھا اسے پیادہ مجاہد سے مالِ غنیمت کا ڈگن حصہ دیا جاتا تھا۔

ہماری نظر سے چند احادیث کے اقتباسات گزرے ہیں جو "اسلام اور گھوڑ دوڑ" کے زیر عنوان صحیح بخاری شریف اور مشکوٰۃ شریف سے اخذ کیے گئے ہیں۔ سب بات ہے کہ ناوانسنتہ یا دانستہ طور پر نقل کردہ احادیث میں سے کسی کے ساتھ بھی یہ حوالہ نہیں دیا گیا کہ یہ کتاب الجہاد سے منقول ہیں۔ حالانکہ بخاری اور مشکوٰۃ دونوں کے مصنف ان احادیث کو ابواب الجہاد کے تحت لاتے ہیں، جو اس امر کا واضح فریضہ اور ثبوت ہے کہ ان احادیث میں جن گھوڑوں کے پالنے اور دوڑ میں جن کے شریک کرنے کا ذکر ہے ان کا بنیادی مقصد جہاد ہی تھا۔ چنانچہ "اسلام اور گھوڑ دوڑ" کے زیر عنوان صحیح بخاری، جلد دوم پارہ گیارہ صفحہ ۵۷-۵۸ سے جو احادیث نقل کی گئی ہیں ان میں آخری حدیث نمبر ۸۴ کی شرح کرتے ہوئے علامہ بدر الدین عینی حنفی اپنی کتاب عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں امام قرظبیؒ کا قول نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

لاخلاف فی جوائز المسابقة علی الخیل واستعمال الاسلحة لما فی ذلك

من التدریب علی الحرب -

(اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ گھوڑ دوڑ اور ہتھیاروں میں مقابلہ جائز ہے۔ کیونکہ اس سے جنگی مشق

مہارت حاصل ہوتی ہے۔)

امام قرظبیؒ کا یہی قول دوسرے مشہور شارح بخاری امام ابی جعفر نے اپنی شرح فتح الباری میں بھی نقل کیا، اس سے مزید واضح ہو گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جن گھوڑوں کی دوڑ کرائی تھی اور جس میں حضرت ابی بکرؓ اور دوسرے صحابہ کرام شریک تھے وہ عسکری تربیت کی خاطر تھی، ورنہ انہی احادیث سے پہلے بخاری کی اسی کتاب میں ایسی احادیث موجود ہیں جن میں یہ مذکور ہے کہ بعض گھوڑے منخولس بھی ہوتے ہیں اور بعض اپنے پالنے والوں کے لیے افادیت کے بجائے مہرت کا باعث بنتے ہیں۔

ایک حدیث جو حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں -
 واما الرجل الذي هوى عليه وذر فهو سجل سبطها فخرًا وسياءً و
 نواء لاهل الاسلام فهي وذر على ذلك -

(جس شخص کے لیے گھوڑا رکھنا بوجہ اور گناہ کا باعث ہے، وہ ایسا شخص ہے جو فخر یا نمائش یا
 اہل اسلام کی مخالفت کے لیے گھوڑا پالے۔)
 حافظ ابن حجر اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں -

والظاهر ان الواؤ في قوله وسياءً ونواء بمعنى اولات هذا الاشياء
 تفتوق في الاشخاص وكل واحد منها مذموم على حدته -

(یہ بات ظاہر ہے کہ ارشاد نبوی میں ریا اور نوا کے ساتھ جو "واؤ" ہے وہ "یا" کے معنی
 میں ہے، "اور" کے معنی میں نہیں کیونکہ یہ چیزیں یعنی فخر ریا اور مسلمانوں سے عداوت بسا اوقات ایک ہی
 شخص میں جمع ہونے کے بجائے الگ الگ منتف اشخاص میں پائی جاتی ہیں اور ان میں سے ہر ایک صفت علیحدہ
 علیحدہ مذموم ہے۔)

علامہ ابن حجر "مسئلہ فی کے ارشاد سے یہ بات واضح ہو گئی کہ فخر یا نمود و نمائش یا اہل دین کی عداوت، ان میں
 سے ہر خصلت اپنی اپنی جگہ پر قابلِ مذمت ہے اور ان میں سے کوئی ایک علت بھی اگر گھوڑا پالنے اور
 گھوڑا دوڑ کرانے کی پشت پر کار فرما ہو تو یہ مشغلہ جائز یا کار ثواب تو کیا ہوگا، اُلٹا موجب عتاب و
 عذاب ہوگا۔

اس کے بعد اب ہم ان روایات کو لیتے ہیں جو گھوڑا دوڑ میں بازی لگانے اور مالی لینے کے جواز میں
 پیش کی گئی ہیں۔ یہ روایات جیسا کہ بیان ہو چکا ہے مشکوٰۃ کتاب الجہاد سے منقول ہیں۔ پھر کتاب الجہاد
 کا وہ خاص باب جس میں ان کا ذکر ہے، صاحب مشکوٰۃ نے اس باب کا عنوان "باب اعداد آلات الجہاد"
 مقرر فرمایا ہے جس کا ترجمہ یوں ہوگا، جہاد کے ساز و سامان کی تیاری۔ یہ ذیلی عنوان اس امر کی مزید تائید و
 توضیح کر رہا ہے کہ اس باب میں گھوڑا دوڑ یا تیر اندازی وغیرہ سے متعلق جو احادیث مروی ہیں ان کا تعلق
 فنونِ حرب اور عسکری تدبیر سے ہے اور اس میں اگر بازی لگانے اور انعامات وغیرہ کا ذکر ہے
 تو وہ اسی جہاد کے موضوع سے تعلق رکھتا ہے۔ ان روایات میں سے ایک وہ ہے جو حضرت ابو ہریرہؓ

سے مروی ہے اور جسے مشکوٰۃ شریف مترجم جلد دوم ص ۸۹ مطبوعہ نور محمد حدیث نمبر ۳۶۱ کے تحت ان الفاظ میں نقل کیا گیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جو شخص گھوڑ دوڑ کے دو گھوڑوں میں اپنا تیسرا گھوڑا

شامل کرے (اس شرط پر کہ اگر میرا گھوڑا آگے نکل جائے تو میں دونوں سے بازی لے لوں گا اور اگر نہ نکلے تو میں کچھ نہ دوں گا)، اگر اس شرط کا اس کو یقین ہو کہ وہ ضرور آگے نکل جائے گا تو اس شرط میں بصدائی نہیں ہے اور اگر اس کا یقین نہ ہو کہ وہ ضرور آگے نکلے گا تو کوئی مضائقہ نہیں، شرح السنہ - اور ابوداؤد کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ جو شخص دو گھوڑوں کے درمیان اپنا تیسرا گھوڑا شامل کرے اور اس کو اس کا یقین نہ ہو کہ وہ ضرور آگے نکل جائے گا تو یہ شرط جواز نہیں ہے اور اگر اس کا یقین ہو کہ وہ ضرور آگے نکل جائے گا تو یہ شرط جواز ہے۔

اس ترجمے کے متعلق پہلی قابل ذکر بات یہ ہے کہ اس میں تو سین کے اندر جو خاصا لمبا فقرہ موجود ہے اور جسے ہم نے خط کشیدہ کر دیا ہے، اس کا اضافہ مترجم نے اپنی طرف سے کر دیا ہے۔ یہ حدیث کے الفاظ یا فقہ کے کسی حصے کا ترجمہ نہیں ہے۔ اسی طرح آگے ترنگے میں جا بجا جو "شرط" کا لفظ آیا ہے یہ بھی مترجم نے بڑھایا ہے، حدیث کے کسی لفظ کا یہ ترجمہ نہیں ہے۔ مترجم نے یہ اضافے بطور تشریح کیے ہیں۔ لیکن جبقاری کے سامنے اصل حدیث موجود نہ ہو یا جو عربی نہ جانتا ہو وہ اس غلط فہمی میں مبتلا ہو سکتا ہے کہ یہ الفاظ بھی ارشاد نبوی اور صحیح حدیث ہیں۔

اصل حدیث درج ذیل ہے۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم - من ادخل فرساً بين فرسين فان كان يومن ان يسبق فلا خير فيه وان كان لا يومن ان يسبق فلا باس به رواه في شرح السنه وفي رواية ابى داؤد قال: من ادخل فرساً بين فرسين يعنى وهو لا يأمّن ان يسبق فليس بقمار ومن ادخل فرساً بين فرسين وقد امن ان يسبق فهو قمار -

مشکوٰۃ مترجم کے مذکورہ بالا صفحے پر حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی دوسری ایک حدیث کا ترجمہ یوں کیا گیا ہے کہ تیرا اندازی، اونٹ اور گھوڑے دوڑانے میں مال لینا جائز ہے حالانکہ حدیث میں سبق کا لفظ ہے

جس کی رو سے مال لینا لازم نہیں آتا، اس لفظ کا مطلب فقط مقابلہ اور مسابقت بھی ہو سکتا ہے۔ تاہم اگر اس میں مالی شرط یا منفعت کی گنجائش نکالی جائے تب بھی یہاں جس مقابلے کا ذکر ہے وہ مشق جہاد ہی سے متعلق ہے۔ چنانچہ امام علی القاری حنفی نے اپنی مشکوٰۃ کی شرح مرقاۃ میں فرمایا ہے کہ اس طرح کے مقابلے میں اتمام حاصل کرنے کو اس حالت میں بعض اہل علم نے جائز قرار دیا ہے کہ یہ ترغیب جہاد اور قتالِ عدو کا ذریعہ ہو۔ پھر فرماتے ہیں۔

وما یدخل فی معناہما مما لیس من عداۃ الحرب ولا من باب القوۃ
على الجہاد فاخذ المال علیہ قمار محظور۔

(اور نیز اندازی اور اسپ رانی کے وہ مقابلے جو جنگی تیاری اور قوت جہاد کی فراہمی میں شامل نہ ہوں، ان پر مال حاصل کرنا جوڑا ہے جو ممنوع ہے)۔

(المرقاۃ جزء، ص ۳۲۰ مکتبہ امدادی، طمان)

اب تک کی مختصر بحث اس امر کو واضح اور ثابت کرنے کے لیے کافی ہے کہ قرآن، حدیث اور فقہ میں گھوڑے پالنے اور گھوڑ دوڑ وغیرہ کے بارے میں جو کچھ وارد ہے وہ ان گھوڑوں سے تعلق رکھتا ہے جو آلہ جہاد و قتال کے طور پر مستعمل ہوں۔ اور ان احکام و ارشادات کا انطباق انہی حالات تک محدود ہے جب تک کہ گھوڑے یا تیرآلات جہاد کے طور پر کام میں لائے جاتے ہوں، ورنہ بعض دکھاوے یا لہو و لعب کی خاطر یا پھر آلہ قمار کے طور پر ان کا استعمال نہ صرف غیر مباح بلکہ مذموم و ممنوع ہے۔ بہر شخص یہ بات جانتا ہے کہ صدیوں تک اگرچہ گھوڑا ایک مجاہدنی سبیل اللہ کا بہترین رفیق کار رہا ہے لیکن اب گھوڑے کی جگہ آرمڈ کار اور ٹینک نے لے لی ہے۔ اس لیے خالص حرب و ضرب اور جنگی مقاصد کے لیے اب گھوڑے کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ حکومت یا فوج کے خاص اصحاب منصب یا اہل کاروں کے لیے اگر زیب و زینت یا آرائشی مقاصد کے تحت گھوڑوں کی ضرورت ہو تو اس کے لیے ریس کلبوں یا جاکی کلبوں کی قسم کے اداروں کی ضرورت نہیں ہے جس میں ہر کس و نا کس اور ہر مرد و زن ٹکٹ لے کر یا بغیر ٹکٹ کے شریک کار یا تاشائی کی حیثیت سے شامل ہو جاتا ہے۔ اور ایک مرتبہ جیسے اس مکروہ اور ناپاک مشغلے کی چاٹ لگ جاتی ہے وہ عمر بھر اس سے پیچھا نہیں چھوڑ سکتا۔ چنانچہ بعض لوگ جو ریس کے رسیا بن چکے تھے انہوں نے جب دیکھا کہ ریس پر پابندی لگ گئی ہے تو انہوں نے "تفریح صالح" کے نام

اس کاروبار کو دوبارہ جاری رکھنے کی کوشش کی ہے۔ مگر خدا کا کرنا ایسا ہوا ہے کہ جو لڑ پھر انہوں نے مذہبی دلائل پر مشتمل اپنی تائید میں مہیا کی ہے خود اس میں بھی اس "تفریح صالح" کے خلاف اقوال موجود ہیں۔ مثال کے طور پر ایک کتاب "تہذیب الاسلام" کے چند صفحات ہماری نظر سے گذرے ہیں۔ پیشیہ حضرات کا مسلک واضح کرتی ہے۔ اس کے چودھویں باب، بارہویں فصل صفحہ ۵۵ کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو۔

"سنت ہے کہ تیرا اندازی اور اسپ دوانی سے غرض محض لہو و لعب نہ ہو بلکہ خاص و رز لش مراد ہو کہ خدا کی راہ میں دین و ایمان کو قوت دینے کے لیے اور شیعان اہل بیت کو مخالفوں کے شر سے محفوظ رکھنے کے لیے جہاد کریں کہ جس سے بہت بڑا ثواب حاصل ہو"

صرف اس ایک اقتباس سے وہ ساری عمارت منہدم ہو جاتی ہے جسے "تفریح صالح" کے حامیوں نے بڑی محنت سے گرو و پیش کے استدلال کے بل پر تعمیر کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ حضرات کہتے ہیں کہ جو نیا نظام وہ تجویز کر رہے ہیں وہ جوئے بازی سے پاک ہوگا، وہ زہری تفریح صالح ہوگی۔ مگر "تہذیب الاسلام" کے بیان کی رو سے سنت یہ ہے کہ گھوڑ دوڑ سے غرض محض لہو و لعب نہ ہو۔ اگر تفریح سے مراد لہو و لعب کے بجائے ورزش ہو تو جو لوگ محض بیٹھے بٹھائے گھوڑوں کی رفتار گھڑیوں کی مدد سے ناپتے ہیں یا جو محض پنڑ یا ہبک میکر یا تماشائی ہوتے ہیں وہ کونسی ورزش اور کسرت کہتے ہیں اور وہ سارے لوگ جو اس "تفریح صالح" میں کسی طرح حصہ دار بنتے ہیں یا بن سکتے ہیں وہ "خدا کی راہ میں دین و ایمان کو قوت دینے کے لیے کونسا جہاد کرتے ہیں؟ باقی رہا جہاد کا دوسرا حصہ جو "شیعان اہل بیت" کو "مخالفوں کے شر سے محفوظ رکھنے کے لیے" ہوگا، اگر اس کے لیے بھی گھوڑ سے دوڑا نام ضروری ہے تو مناسب یہ ہوگا کہ "شیعان اہل بیت" اور ان کے "مخالفین" ایک دوسرے کے شر سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنے کے لیے تیرا اندازی اور اسپ دوانی "کے مراکز الگ الگ قائم کریں اور پھر جب "مجاہدین" اچھی طرح تربیت پالیں تو ہر گروہ دوسرے کے شر کا قلع قمع کرنے کے لیے میدان کارزار میں اتر کر "مصروف جہاد" ہو جائے۔ اچھی اچھی کراچی میں حوفا اور قتال بین المسلمین ہوا ہے کیا یہ ایسے ہی تربیت یافتہ افراد کا کارنامہ تو نہیں تھا؟

بہر کیف ہماری یہ سوچی سمجھی اور پختہ رائے ہے کہ گھوڑ دوڑ اور ریس کلبوں کے ذریعے سے جس جوئے بازی اور جن دیگر مکروہ مشاغل کا ارتکاب ہمارے دل انگریزی دور سے اب تک جاری رہا

ہے ان کے سدباب کے لیے شرعاً یہ نہایت ضروری اور ناگزیر ہے کہ "تفریح صالح" یا کسی دوسرے خوشگما اور پر فریب نام کے تحت کسی قسم کی گھوڑ دوڑ کی اجازت قطعاً نہ دی جائے خواہ اس قسم کی تفریبات قائم کرنے والے لاکھ مرتبہ یہ باور کرانے کی کوشش کیوں نہ کریں کہ وہ کسی قسم کی کوئی شرط یا بازی وغیرہ سے اس کام کو آلودہ نہیں کریں گے۔ جو رائیں کا ایسا جزو لا ینفک بن کر رہ گیا ہے کہ یہ دونوں لفظ ہمارے ہی مترادف اور ہم معنی ہو گئے ہیں۔ ایک کا نام لیتے ہی ذہن معاً دوسرے کی جانب منتقل ہو جاتا ہے۔ ریسوں میں استعمال ہونے کی بنا پر گھوڑوں کی قیمت ہزاروں سے بڑھ کر لاکھوں تک پہنچ چکی ہے۔ دو دراز کے مقامات سے لوگ سفر کر کے اٹھ ہوائی جہازوں میں بیٹھ کر گھوڑ دوڑوں میں حصہ لینے کے لیے آتے ہیں اور ہزار در ہزار افراد بلکہ بعض خاندان ایسے ہیں جو اپنا مال اور مال سے بڑھ کر قیمتی متاع یعنی اپنا وقت اس میں ضائع کرتے ہیں۔ حالانکہ جو وقت گذر جاتا ہے کبھی واپس نہیں لوٹ سکتا۔ جن لوگوں کو ایک مرتبہ اس کا چسکا لگ جاتا ہے وہ مرتے دم تک اسے ترک نہیں کر سکتے۔ اس کا ایک بین ثبوت یہ ہے کہ ریسوں پر پابندی سے پہلے بھی جو لوگ گھوڑ دوڑ نہیں دیکھتے تھے اور اس میں شرکت نہیں کرتے تھے، انہیں اب بھی کوئی پریشانی یا بے چینی نہیں لیکن جو لوگ اس کے عادی تھے وہی بے تاب اور متلاشے اضطراب ہیں اور بار بار مطالبہ کر رہے ہیں کہ کسی نہ کسی شکل میں "تفریح صالح" کی اجازت ہونی چاہیے۔ آخر اس تفریح و تسکین کی ضرورت ان لوگوں کو کیوں محسوس نہیں ہوتی جو پہلے یہ ذوق و شوق نہیں رکھتے تھے۔

ہمیں اس امر کا پورا یقین حاصل ہے کہ گھوڑ دوڑ میں اب تک جو لوگ دلچسپی لیتے رہے ہیں اگر انہیں کسی شکل میں بھی دوبارہ اسے جاری کرنے کی قانونی اجازت دی گئی تو اس کے ساتھ قمار اور دوسرے سارے فواحش و منکرات آپ سے آپ عود کر آئیں گے جو اب تک اس کا لازمی حصہ رہے ہیں۔ اس خدشے کا پرہیز میں بھی اظہار ہو چکا ہے کہ اگر شرط لگانے پر پابندی لگائی گئی تب بھی دہرہ یہ لعنت موجود رہے گی۔ (ملاحظہ ہو نوٹس وقت لاہور ۲ فروری ۱۹۶۷ء صفحہ اول ۶۶۶ فروری ۲۶، فروری) اسلامی تعلیمات سے جو روشنی ہمیں ملتی ہے وہ بھی یہی ہے کہ جوئے اور گھوڑ دوڑ کا جو جو ایک مدت تک چولی دامن کا ساتھ رہا ہے اور دونوں چیزیں لازم و ملزوم شمار ہوتی رہی ہیں اس لیے ایک کے ساتھ دوسری چیز پر بھی جب تک قدغن نہ ہوگی برائی کا دروازہ بند نہ ہوگا۔ اسلام کے احکام و ہدایات اور فلسفہ قانون سازی میں جن اصولوں کو پیش نظر رکھا گیا ہے ان میں ایک اہم اصولی "سدباب ذریعہ" ہے۔ یعنی جو امور ممنوعات و محرقات کا ذریعہ و وسیلہ بن سکتے ہیں اور بنتے رہے ہیں ان پر بھی دائماً یا کم از کم

اس وقت تک پابندی عائد کر دی جاتی ہے جب تک کہ ان میں برائی کا ذریعہ بننے کی صلاحیت رہتی ہے اور وہ لوگوں کو دوسری ممنوعات کی طرف راغب اور متوجہ کر سکتے ہیں اس کی نہایت واضح مثال یہ ہے کہ جب شراب قطعی طور پر حرام کر دی گئی تو اس وقت ان برتنوں کا استعمال بھی ممنوع کر دیا گیا جن میں شراب بنائی یا رکھی یا پلائی جاتی تھی اور اس حکم کا مخاطب وہ معاشرہ تھا جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود بنفس نفیس جلوہ افروز تھے اور آپ کے ارشادات کی تعمیل اس طرح ہوتی تھی کہ حرمت شراب کا حکم سن کر صحابہ کرام نے ہلکے توڑ دیے تھے اور شراب گلیوں میں بہنے لگ گئی تھی۔ جس کے باعث میں پیالہ تھا اس نے وہیں زمین پر آسے دسے مارا۔ ایسی بے چوں چا اطاعت و اتباع کے بعد بھی اگر ظرف اور منظوف دونوں کا استعمال ممنوع سمجھا گیا تو آج کس طرح یہ توقع رکھی جا سکتی ہے کہ گھوڑ دوڑ یا "تفریح صالح" کی کوئی صورت اپنی دیرینہ غیر صالح آلائشوں سے دفعہ اور یک دم پاک ہو جائے گا؟

اب ہم اپنی اس بحث کو ایک نہایت مختصر گزارش یا تجویز پر ختم کرتے ہیں۔ وہ تجویز یہ ہے کہ اگر کسی قومی یا عسکری ضرورت کی بنا پر گھوڑوں کی اجتماعی پرورش، نگہداشت اور ان کی مسابقت کے لیے کوئی کلب یا تنظیم بنانے کی اجازت دی جائے تو اس تنظیم یا ادارے اور اس کے زیر اہتمام مشاغل میں کسی ایسے شخص کا بلا واسطہ یا بالواسطہ کوئی تعلق نہیں ہونا چاہیے جو کسی حیثیت سے بھی زمانہ ماضی میں ریس کلبوں سے وابستہ رہا ہو یا ان میں آمد و رفت یا ان سے مستقل رابطہ رکھتا ہو۔ اگر ایسا اہتمام نہ کیا گیا تو گھوڑ دوڑ اور جوڑے کا باہمی رشتہ منقطع نہ ہو سکے گا۔



لہ اس کی تفصیل یہ ہے کہ نبی محمد القیس کا قبیلہ جب اسلام کے اہم ترین احکام معلوم کرنے کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے کلمہ شہادت اور اراکین اسلام کی تعلیم دینے کے ساتھ ان چار برتنوں کے استعمال کی بھی فرمادی جو شراب کے لیے استعمال ہوتے تھے۔ یہ حدیث بخاری، مسلم اور دیگر کتب صحاح میں موجود ہے اور مشکوٰۃ کے ابتداء ہی میں کتاب الایمان کے اندر حضرت ابن عباس سے مروی ہے شراب کا نہ کہ بنانے کی بھی ممانعت کر دی گئی حالانکہ حلال ہے، انشاء اور نہیں۔